جناب منیر احمد وقار
مدرس جامعہ علوم اثریہ

عرس بابا سخی سلیمان پارس

قانونِ قدرت ہے کہ کفر و شرک کے مقابلہ میں حق ہمیشہ غالب رہتا ہے اور جہاں تک کفر و شرک کے اندھیرے ہوں، ایمان والے وہاں پہنچ کر کفر و شرک کے گھٹا ٹوپ اندھیرے دُور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

گزشتہ دنوں کچھ ایسا ہی واقعہ ہمارے ساتھ بھی پیش آیا ___ الحمدللہ، ہم نے شرک و بدعت کے چند وڈیروں کو توحید و سنت کے قریب لانے کی کوشش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں، وُہ ہماری اس ادنیٰ سی کوشش کو قبول و منظور فرمائے!

سننے میں آیا تھا کہ جہلم میں "حضرت بابا سخی سلیمان پارس کا دربارِ خاص ہے، جہاں جو کوئی بھی جاتا ہے، دل کی مراد پاتا ہے"۔ حالات کا جائزہ لینے کے لیے نیز یہ معلوم کرنے کے لیے کہ یہ حضرات کیا کیا کرامات رکھتے ہیں، راقم الحروف اور میرے ایک دوست عامر شریف صاحب مذکورہ قبر تک پہنچے۔ یہ جمعہ کا روز تھا اور دن کے تقریباً دو بجے تھے۔ ہمیں وہاں لوگوں کا ایک بہت بڑا ہجوم نظر آیا جس میں بوڑھے، جوان بچے، بچیاں اور بوڑھی عورتیں شامل تھیں اور جو بیک زبان بآوازِ بلند پکار رہے تھے ؎

ہیچ فرق درمیاں نبود روا   اولیاء۔ اللہ۔ اللہ۔ اولیاء

ایک ڈھول بجانے والا بھی جب یہی شعر پڑھتا تو جواباً "سبھی" حضرت بابا سخی سلیمان پارس" کا نعرہ لگاتے ___ اسی ڈھول بجانے والے نے ایک دوسرا شعر یوں پڑھا ؎

"پیرِ کامل صورتِ ظلِ اللہ یعنی دیدۂ پیر دیدِ کبریا

نعوذ باللہ من ھٰذہ الھفوات!

اس ہجوم سے ذرا تھوڑی دور کچھ ملنگ، پیر اور بابے بیٹھے ہوتے تھے کہ مرد و زن ان کی خدمت میں مصروف تھے۔ ان کے کردار پر ہم بعد میں روشنی ڈالیں گے، اولاً بابا پارس کی کرامات اور اس کی قبر پر ہونے والی بدعات کا تذکرہ پیشِ خدمت ہے۔

کرامات بابا سخی سلیمان پارس اور ان کی حقیقت:

۱۔ محکمہ اوقاف حکومت پنجاب کے ایک ہیڈ کلرک کا کہنا ہے کہ: "جنگ ۱۹۶۵ء میں فوجیوں نے پل دریائے جہلم کی حفاظت کے لیے پل کے آس پاس خیمے لگائے۔ چونکہ حضرت پیر بابا سخی سلیمان پارس اس علاقہ میں آرام فرما ہیں، اس لیے انہوں نے دربار پر حاضری دینی شروع کی۔ رفتہ رفتہ فوجیوں نے خیمے چھوڑ کر دربار پر ہی ڈیرہ جما لیا اور پل کی نگہبانی حضرت بابا پارس پر چھوڑ دی۔ بھارتی فوجی جب بھی پُل گرانے کی کوشش کرتے، بم وغیرہ پھینکتے تو باباجی ان بموں کو پُل پر گرنے نہ دیتے بلکہ دریا میں پھینک دیتے اور بم پانی میں دب کر رہ جاتا۔ ایک بم تو بالکل پل پر گرنے ہی والا تھا کہ باباجی کی قبر سے ایک روشنی اٹھی جس نے بم کو فضا ہی میں اچک لیا اور پھر اسے دریا میں پھینک دیا[۱]۔

۲۔ جب ۱۹۹۲ء میں پورا جہلم سیلاب کی زد میں آیا اور پانی باباجی کے دربار کے قریب پہنچا تو باباجی نے نہ صرف دربار سے پانی دُور ہٹا دیا، بلکہ جو زمین کاشت کے قابل نہ تھی، اس میں بھی کاشتکاری ہونے لگی۔

۳۔ تیسری کرامت باباجی کی یہ مشہور ہے کہ "سائیں طوطا[۲]" کی مچ (آگ کا الاؤ)

---

[۱] ہیڈ کلرک کے علاوہ جو دو بزرگ عرصہ ۳۰ سال سے محلہ سلیمان پارس میں مقیم ہیں، انہوں نے بھی یہ کرامت بیان کی۔

[۲] دربار سے باہر ایک سائیں کا نام ہے جو وہاں مقیم ہے۔ تفصیلی ذکر بعد میں ہے۔

کو دو تین دفعہ اکھاڑا گیا، لیکن جب سے سائیں بوتا نے باباجی کی قبر پر درخواست کی کہ اس کی حفاظت فرمائیں تو نہ صرف پُل قائم رہتی ہے بلکہ بارش میں بھی برابر جلتی رہتی ہے۔

یہ تو تھیں کرامات۔ اب اُن کی حقیقت بھی ملاحظہ فرمائیں!

۱۔ جہاں تک پُل کو بچانے کی بات ہے، کسی کو نقصان پہنچانا یا نقصان سے بچا لینا، تنگی یا تکلیف میں مبتلا کرنا یا اسے دور کر دینا — یہ تو صرف اللہ جل شانہ کو لائق ہے۔ اسی طرح رزاق بھی وہی ہے مشکل کشا بھی وہی اور حاجت روا بھی وہی! — نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد فرمایا کرتے تھے:

"لا الٰه الا اللّٰه له الملك وله الحمد وهو علىٰ كل شيءٍ قدير، اللّٰهم لا مانع لما اعطيت ولا معطي لما منعت ولا ينفع ذا الجد منك الجد"

(بخاری ۲/۲۷۵-مسلم ۵۹۳-ابوداؤد)

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے اور وُہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ، جسے تو عطا کرے، اسے روکنے والا کوئی نہیں۔ اور جسے تُو روک لے اسے عطا کرنے والا کوئی نہیں۔ اور کسی دولتمند کو اس کی دولت (تیرے عذاب سے) نفع نہیں دیتی!"

نیز فرماتے:

"لاحول ولا قوة الا بالله العزيز الحكيم" (مسلم ۲۷۹۶)

یعنی اللہ عزیز وحکیم کے علاوہ کوئی کسی کو نفع یا نقصان نہیں دے سکتا۔

غور فرمائیے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو سید المرسلین ہیں، آپ تو نفع ونقصان کا مالک اللہ رب العزت کو تسلیم کریں، رزق، صحت، مال ومتاع وغیرہ کا عطا کرنے والا یا نہ دینے والا صرف اللہ وحدہٗ لاشریک کو بتلائیں، لیکن یہاں پر یہی اختیارات مُردوں کو تفویض کیے جا رہے ہیں جو منوں مٹی تلے دفن ہیں۔

۲۔ رہی دوسری کرامت جہلم کو سیلاب سے بچانے اور باباجی کی قبر تک سیلاب کا

پانی نہ پہنچنے کی، تو حقیقت یہ ہے، ان دنوں جہلم شہر کا حال یہ تھا کہ ہزاروں لوگ تین دن تک گھروں سے بے گھر ہو کر آسمان کے سایہ تلے پڑے رہے۔ ہزاروں جانیں، بہت سے مکانات اور دکانیں سیلاب کی زد میں آئیں اور لاکھوں کروڑوں کے حساب سے سامانِ تجارت تلف ہوا۔ اخبارات گواہ ہیں کہ جہلم شہر میں قیامت کا ساسماں تھا اور اس دن باباجی کی قبر کا یہ حال تھا کہ اس کی چادریں سیلاب میں بہہ گئیں، قبر ننگی ہوگئی اور بعد میں محکمہ اوقاف نے اس پر نئی چادریں ڈالیں ـــــ ذرا غور فرمایئے، جو شخصیت اپنی قبر کی چادروں کی حفاظت نہ کرسکی، وہ جہلم شہر کو نقصان سے کیونکر بچا سکتی تھی۔؟

۳۔ تیسری کرامت سائیں سرکار کی یہ سنائی جاتی ہے کہ سائیں بوتا کی مچ کو دو تین دفعہ محکمہ اوقاف نے اکھاڑا لیکن یہ پھر بھی جلتی رہی حتیٰ کہ بارش میں بھی مسلسل جلتی رہتی ہے ـــ حالانکہ ہم نے خود کئی دفعہ دیکھا ہے کہ بارش کے بغیر بھی آگ بجھی ہوئی ہے اور سائیں بوتا قریب پڑا سو رہا ہے۔ سیلاب کے دنوں میں اور اس سے پہلے بھی سائیں بوتا کبھی وہاں نہ دیکھا گیا۔ یہ تو صرف عرصہ دو سال سے دربار کے عقب میں رہتا ہے اور اس دو سال کے عرصہ میں بھی مچ گیارہ مہینے بند رہی ـــــ میں نے سائیں بوتا سے کہا کہ اگر یہ مچ بارش میں برابر جلتی رہتی ہے تو میں ابھی اس پر پانی ڈالتا ہوں، دیکھتے ہیں بجھتی ہے یا نہیں؟ اس پر سائیں جی جلال میں آگئے اور ہمیں "وہابی، وہابی" کہہ کر وہاں سے چلے جانے کو کہا۔ دوسرے دن میں اور میرے ساتھی (حافظ ذکاء اللہ اور محترم الطاف الرحمٰن) پھر سائیں بوتا کے پاس گئے تو اس نے کہا پہلے کلمہ سناؤ، پھر بات کروں گا۔ میں نے کلمہ سنایا تو کہنے لگا، یہ غلط ہے، صحیح کلمہ یہ ہے:

"لا الٰہ الا اللہ محمد پاک رسول اللہ!"

جو کلمہ ایسے نہیں پڑھتا وہ کافر ہے۔ ہم نے کہا، سائیں جی پوری امت تو کلمہ یوں پڑھتی ہے:

"لا الٰہ الا اللہ محمدؐ رسول اللہ"!"

اس پر سائیں جی واہی تباہی بکنے لگے اور پھر ہمیں وہابی کے خطاب سے نوازا۔ میں نے کہا، سائیں جی! کیا آپ نے ساری زندگی میں کبھی نماز پڑھی ہے؟ سائیں جی

بولے، میں نے ساری عمر میں صرف ایک ہی نماز پڑھی ہے، اور وہ بھی تمہاری طرح کی نماز نہیں، بلکہ وہ جو میرے پیر و مرشد نے مجھے سکھائی ہے ——— میں تمہاری نماز کا قائل نہیں ہوں۔

قارئینِ کرام غور فرمائیں، یہ حالت ہے ان لوگوں کی جنھیں "پہنچی ہوئی سرکاریں" کہا جاتا ہے۔ نہ کلمے کا پتہ ہے نہ نماز کا، تاہم کرامات دکھاتے پھرتے ہیں۔

اب ہم دربار بابا سلیمان پارس پر ہونے والی بدعات کا مختصراً ذکر کرتے ہیں:

۱۔ یہاں پر لوگ اپنے محلوں اور دیہات سے ایک ڈولی نما ٹوکری، جسے وہ خاص اصطلاح میں "گھڑولی" کہتے ہیں، لے کر آتے ہیں اور بازار میں دکانوں سے چندہ وصول کرتے ہیں جو کہ بعد میں سرکار پارس کی قبر پر چڑھاوا چڑھا دی جاتی ہے۔ ان گھڑولیوں میں سلیمان پارس کی قبر کا نمونہ ہوتا ہے اور بڑی مہارت و محنت سے انہیں سجایا جاتا ہے ——— یہ گھڑولیاں جب دربار میں لائی جاتی ہیں تو لوگ انہیں سجدہ کرتے ہیں ——— مشہور یہ ہے کہ جو آدمی تین سال مسلسل یہ گھڑولی لائے گا، اس کی ہر مراد پوری ہو گی۔

ان گھڑولیوں کے متعلق ہم نے ایک آدمی (ناصر محمود آف گجرات) جو کہ عرصہ پندرہ سال سے ازراہِ عقیدت اس مزار پر آتا ہے، سے سوال کیا کہ ان گھڑولیوں کی حقیقت کیا ہے؟ اس نے کہا کہ کچھ بھی نہیں۔ نہ تو حضرت بابا پارس نے ان کا حکم دیا اور نہ ہی ان سے مراد پوری ہوتی ہے بلکہ ان لوگوں کا دماغ خراب ہے، یہ لکڑی کی گھڑولی کسی کی کیا مراد پوری کر سکتی ہے؟ ——— یہ تو بازار سے لائی جاتی ہیں، محکمہ اوقاف والے پھر انہیں بازار میں پہنچا دیتے ہیں، جہاں سے بک کر پھر یہ یہاں لائی جاتی ہیں اور مدتوں بازار سے دربار اور دربار سے بازار کے چکر میں رہتی ہیں۔

۲۔ دوسری بدعت یہ ہے کہ لوگ اس قبر پر ایک پتھر لاتے ہیں۔ تین ماہ یہ پتھر قبر پر رکھا رہتا ہے۔ اس کے بعد یہ "مقدس" ہو جاتا ہے اور جس کے گھر میں یہ موجود ہو، اس کے رہنے والوں پر نہ جادو اثر کرتا ہے نہ ٹونہ! اہلِ خانہ کے کاروبار میں، اولاد میں کوئی نقصان نہیں ہوتا۔

اس کے متعلق ہم نے ٹوہ لگائی تو پتہ چلا کہ کئی لوگ ایسے ہیں جو ہر تین ماہ بعد یہاں پتھر رکھتے ہیں، لیکن ان کا کاروبار روز بروز ڈاؤن ہوتا جا رہا ہے۔ جب بھی کوئی اولاد ہوتی ہے، تھوڑے دنوں بعد مر جاتی ہے۔ جہلم، گجرات اور لالہ موسیٰ کے کئی آدمیوں نے اسی وجہ سے اس بدعتِ قبیحہ سے انحراف کیا، اور اب اللہ تعالیٰ نے انہیں توحید و سنت کی دولت نصیب فرمائی ہے اور وُہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے علاوہ کسی دوسرے کی عبادت کو کفر و شرک اور حرام تسلیم کر رہے ہیں۔

۳۔ تیسری بدعت یہ دیکھنے میں آئی کہ دربار کے دروازے پر ایک آدمی پیتل کا کوزا لیے کھڑا ہے جس میں سے وُہ لوگوں کو پانی پلا رہا ہے۔ اس "مقدس" پانی کے بارے یہ مشہور ہے کہ اسے جو شخص بھی پی لے گا وُہ زندگی میں کبھی حادثہ کا شکار نہیں ہو گا، زخمی ہو کر نہیں مرے گا، بلکہ زندگی میں اسے کوئی بیماری چھُو تک نہیں سکتی۔

اس پانی سے متعلق ہم نے پانی پلانے والے سے، جس کا تعلق گوجرانوالہ سے ہے اور اپنا نام عنایت بتلاتا ہے، سوال کیا تو اس نے کہا کہ یہ پانی کچھ نہیں کر سکتا۔ شفا دینے والا تو اللہ تعالیٰ ہے اور مال، رزق، صحت و اولاد بھی اسی کے ہاتھ میں ہے۔ یہ تو میں نے محض اپنی روٹی کا ذریعہ بنایا ہے اور ان لوگوں کو پاگل بنانا تو میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔

قارئین کرام غور فرمائیں، مشرک کی عقل کس قدر خراب ہے۔ وہ اس قدر بیوقوف ہے کہ جن چیزوں میں اس کا نقصان ہی نقصان ہے اور فائدہ کچھ بھی نہیں، انہیں تو اس نے اپنے معمولات میں شامل کر رکھا ہے اور احکام الٰہی کو اس نے پسِ پشت ڈال دیا ہے ــــ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ تو دُور کی بات ہے، یہ لوگ اللہ کا نام بھی نہیں لیتے، فقط ہر وقت "پیر ــــ سائیں ــ بابا" کا ورد کرتے ہیں، انہی کا پڑھایا ہوا کلمہ پڑھتے ہیں اور انہی کی دی ہوئی تعلیم کے گن گاتے ہیں ــــ جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ بنا رہے ہیں ــ بقولِ اقبال ؎

حقیقت خرافات میں کھو گئی   یہ امت روایات میں کھو گئی

بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے   مسلماں نہیں خاک کا ڈھیر ہے

شریعتِ محمدیؐ اور قبروں پر عرس:

لغتِ عرب کی رُو سے ع۔ ر۔ س کا مادہ شادی بیاہ اور اس کے متعلقات میں استعمال کیا جاتا ہے، لیکن اصطلاحاً عرس اس میلے کو کہتے ہیں جو حقیقی یا فرضی قبروں پر سال بہ سال رچایا جاتا ہے ـــــ شرک اور مشرکین کی تاریخ شاہد ہے کہ امم سابقہ کی گمراہی کے اسباب میں سے ایک بڑا سبب بزرگوں کی عقیدت میں غلو اور ان کی قبروں کا ناجائز اعزاز بھی تھا۔

قبروں کی مناسب عزت و حرمت بے شک چاہیے مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ قبروں پر عمارات تعمیر کر کے ان کو مزار بنا لیا جائے اور عملِ حسنہ سمجھ کر ان کی طرف سفر کا قصد کیا جائے ـــــ اہلِ قبور سے، انہیں اپنی حاجات برلانے والے سمجھ کر سوال کیا جائے اور ان مزارات پر رکوع و سجود و اعتکاف کیے جائیں۔ ان حرکات سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بڑی شدت کے ساتھ منع فرمایا کرتے تھے۔ آپؐ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں فرمایا،

"انّ من کان قبلکم کانوا یتّخذون قبور انبیاءھم وصالحیھم مساجد الا فلا تتّخذوا القبور مساجد انّی انھاکم عن ذٰلك!" (صحیح مسلم ۲۰۱/۱)

"تم سے پہلے لوگوں نے اپنے انبیاءؑ اور صالحین کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا، تم قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا، میں تمہیں اس سے منع کرتا ہوں"۔

آپؐ کو اپنی امت میں اس بیماری کے آجانے کا ڈر تھا، اسی لیے متنبہ فرمایا:

"یا ایھا النّاس انا محمّد بن عبد اللّٰہ ورسولہٗ ما احبّ ان ترفعونی فوق ما رفعنی اللّٰہ"

(البدایہ والنّہایہ ج ۷ ص ۴۴)

"لوگو! میں عبداللہ کا بیٹا محمدؐ ہوں اور اللہ کا رسول۔ مجھے قطعاً یہ پسند نہیں کہ مجھے اس درجہ سے بڑھاؤ جس پر اللہ رب العزت نے مجھے

فائز فرمایا ہے۔"
اور اپنی قبر کے متعلق بھی اپنی امت کو ارشاد فرمایا کہ :
" لا تجعلوا قبری عیدًا " (ابوداؤد)
" میری قبر کو عید (میلہ) نہ بنا لینا !"
دوسری روایت کے الفاظ ہیں، آپ نے یُوں دعا فرمائی،
" اللّٰھم لا تجعل قبری وثنا یُّعبدُ " (مؤطا، مسند احمد ۲/۱۴)
" اے اللہ، میری قبر کو وثن (عبادت گاہ) نہ بنانا !"
کیونکہ :
" اشتد غضب اللہ علیٰ قومٍ اتّخذوا قبور انبیاءھم مّساجد " (ایضًا)
" اس قوم پر اللہ تعالیٰ کا سخت غضب نازل ہوا جس نے اپنے انبیاءؑ کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا "
لیکن اس امت کا حال دیکھیے کہ انبیاءؑ تو انبیاء رہے، عام آدمیوں کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیا گیا ہے، ان کی طرف حصولِ ثواب کے لیے سفر کیے جاتے ہیں حالانکہ یہ بھی علم نہیں ہوتا کہ قبر میں مدفون کوئی انسان ہے، کوئی حیوان ہے یا ویسے ہی مٹی کی ڈھیری اکٹھی کر دی گئی ہے، چنانچہ "گھوڑے شاہ" اس کی زندہ مثال ہے اور جو لاہور کے علاوہ گوجرانوالہ میں بھی پایا جاتا ہے۔ لاہور میں تو ہم نے "گھوڑے شاہ" کے دربار میں مٹی کے گھوڑوں کی دیواریں چنی ہوئی دیکھی ہیں اور آج بھی ہر شخص ملاحظہ کر سکتا ہے، جو اس دربار پر بطورِ چڑھاوا چڑھائے گئے۔
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بھی قبر کی طرف تقرّبی سفر سے منع فرمایا ہے خواہ یہ کسی صحابیؓ کی ہو، تابعیؒ کی، کسی محدّث کی ہو یا مجتہد کی، یا کسی دوسرے بزرگ کی۔ آپؐ کا فرمان ہے :
" لا تشدّ الرّحال الاّ الیٰ ثلاثۃ مساجد "
" تین مساجد (بیت اللہ شریف، بیت المقدس، مسجدِ نبوی) کے

علاوہ کسی بھی مقام یا جگہ کی طرف رختِ سفر (برائے تقربِ الٰہی)
نہ باندھا جائے"۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ اس امت کو صراطِ مستقیم پر گامزن فرمائے اور
کتاب وسنت کی اتباع کی توفیق ارزانی کر کے فوز و فلاح سے ہمکنار
فرمائے ——— آمین!

طوبیٰ ڈائری
1995

رت ٭ ہر سال باقاعدہ اشاعت ٭ عام ڈائریوں سے بالکل منفرد
حیا ٭ اندرونِ بیرونِ ملک یکساں مقبول ٭ قرآن وحدیث سے فکر انگیز ارشادات
خو ٭ عمدہ کاغذ اور رنگین طباعت ٭ ہر اعتبار سے دلکش
٭ ہر طبقے کے افراد کی پسند ——— عام قیمت ۷۵/- تاجرانہ ۲۵ فیصد رعایت
بذریعہ ڈاک منگوانے کی صورت میں ڈاک خرچ بذمہ خریدار ہوگا

ناشر: جامعۃ البنات اہلحدیث کھوکھر کی گوجرانوالہ
فون: ۴۱۴۱۶

نوٹ: طوبیٰ ڈائری میں اشتہار دیکر جامعہ کے ساتھ تعاون فرمائیں!

درج ذیل پتوں سے طلب کریں:

۱۔ جامعۃ البنات اہل حدیث کھوکھر کی، گوجرانوالہ
۲۔ سبحانی اکیڈمی اردو بازار، لاہور
۳۔ مدینہ کتاب گھر اردو بازار، گوجرانوالہ